سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

عدل وانصاف

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (النحل: ۹۰)

”بے شک اللہ تمہیں عدل وانصاف کرنے اوراحسان (بھلائی) کرنے رشتہ داروں کوخیرات دینے کا حکم فرماتا ہےاورتم کو بے حیائی اور نافرمانی کے کاموں سے روکتا ہے۔“

قرآن سراپا کامیابی: محترم سامعین! قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی ایسی کتاب ہے جو عالم انسانیت کی قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے۔جس طرح دین اسلام اور شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) انسانی فطرت کے عین مطابق اور عالم کائنات کے تمام مسائل کے حل کا ذریعہ ہے اسی طرح قرآن مجید کا حرف حرف بھی ہماری فلاح وبہبود، کامیابی وکامرانی ،اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے چنانچہ جو آیت مبارکہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی یہ وہ آیت ہے جو خطیب حضرات ہر جمعہ کو اپنے خطبے میں پڑھتے رہتے ہیں۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ تمام عالم انسانیت کیلئے چند احکامات ذکر فرماتے ہیں اگران احکامات پرعمل کیا جائے تو تقریباً ہمارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چند کاموں کے کرنے اور چند کاموں سے منع (باز) رہنے کا حکم دیا ہے۔

عدل: پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل کرنے کا حکم دیتا ہے۔عدل کا لغوی معنی ہے برابر کرنا اور انصاف کرنا، جب ہم بوجھ کے برابر دو حصے کرتے ہیں جو دونوں ہم وزن ہوں اس کو عربی میں عدل کہتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت طیبہ صحابہ کرامؓ کے بہترین دور میں تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں عدل و انصاف کے بے شمار قصے ملتے ہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود عدل کے علمبردار بلکہ سرتا پا عدل ہی عدل تھے۔گویا عدل ان کی خمیر میں پیوست تھی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بار آپ جہاد کے لئے صفیں درست فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں سوکھی کھجور کی شاخ تھی ایک صحابیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھک کر کچھ کہہ رہے تھے کہ صحابیؓ

کا چہرہ شاخ سے لگنے سے تھوڑا سا زخمی ہوکر اس پر قدرے خراش آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فورا صحابی سے فرمایا: کہ آپ کو تکلیف پہنچی ہے یہ چھڑی لو اور مجھ سے ویسا بدلہ لے لو۔ صحابی نے عرض کیا سبحان اللہ حاشا وکلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لوں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔

میرے معزز سامعین! قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدۃ:۸)

”کسی قوم کی بغض و دشمنی تمہیں عدل وانصاف کرنے سے منع نہ کرے تم ہر حال میں عدل کرو کیونکہ عدل تقوی کے زیادہ قریب ہے۔

صحابہ کرامؓ نے عدل کی تعلیم حاصل کر کے عدل کے نمونے دنیا کو دکھائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل: مورخین نے لکھا ہے سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا جو یہود کا علاقہ تھا۔ اہل خیبر نے زمین کی آدھی پیداوار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرائی۔ ہر سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحۃ کو عامل بنا کر بھیجتے تھے تاکہ وہ زمین کی آدھی پیداوار ان سے لیکر مدینہ لائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صحابی جا کر کل پیداوار کے برابر دو حصے کرتے فرماتے ان میں سے جو حصہ تم چاہو لے لو۔ اس عدل اور انصاف کو دیکھ کر یہود کہتے۔ اس جیسے عدل کرنے والے لوگوں کی بدولت دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ اور عبداللہ بن رواحۃ فرماتے تھے۔ تم لوگ میرے نزدیک سب سے مبغوض لوگ ہو کیونکہ تم نے اللہ کے نبیوں کو قتل کر ڈالا ہے تم ہی نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اس سب کے باوجود میرا یہ رویہ مجھ کو آپ لوگوں پر ظلم کے لئے آمادہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ہمارا شیوہ نہیں ہے ہمارا شیوہ عدل وانصاف کرنا ہے خواہ کوئی بھی ہو۔

عدل فاروقیؓ: تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب بیت المقدس فتح ہوا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ بمع اپنے غلام کے عازم بیت المقدس ہوئے تو اونٹ پر آپؓ اور آپ کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔ جب بیت المقدس کے قریب ہوئے اور وہ منزل آیا جب غلام کے سوار ہونے کی باری تھی آپؓ اونٹ سے اتر کر پیدل چلنے لگے اور آپ کا غلام اونٹ پر سوار ہو کر چلنے لگا۔ قریب آکر لوگوں نے دیکھا نا دیدہ لوگوں نے نہیں پہچانا بلکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اونٹ پر امیر المسلمین جبکہ پیدل چلنے والا غلام ہوگا۔ آپؓ کے عدل نے برداشت نہیں کیا کہ غلام کے باری میں آپ سوار ہوں۔

عدل اور ہمارے اسلاف: محترم حضرات: ہمارے اسلاف اسی طرح تھے۔ شریعت کے

احکاموں پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کی کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ ہمارے اسلاف نے ہندوستان پر آٹھ سو سال تک حکومت کی ۔عدل و انصاف کے واقعات سے ہندوستان کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ وہاں ہندوستان میں ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ ہندؤں نے اس پر دعوی کیا کہ یہ جگہ ہماری ملکیت ہے یہاں پر ہمارا عبادت خانہ تھا۔اسے مسلمانوں نے منہدم کر کے مسجد کی بنیاد رکھی، مسلمانوں اور ہندوں کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا مقدمے ہوتے رہے عدالتوں کے چکر کاٹتے رہے۔ بالاخر ہندوں نے تجویز دی کہ تمہارے مسلمانوں کے فلاں مولوی صاحب کو اختیار دیتے ہیں وہ ہمارے اور تمہارے درمیان جو فیصلہ کرے ہمیں منظور ہے اور ہمارا اور آپ کا کچھ اعتراض نہ ہوگا۔ہندوں کی تجویز سن کر مسلمان بہت خوش ہوئے اور مولانا صاحب کو ثالث مان کر سب اس کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔مسلمان خوش تھے کہ ہمارے مولوی صاحب یقیناً ہمارے حق میں فیصلہ سنائیں گے۔لیکن جب مسلمان عالم دین سے جگہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہندوں کی ملکیت ہے اسمیں ہمارا کوئی حق نہیں ۔ مسلمان مولوی صاحب کا فیصلہ سن کر چیں بہ جبین ہوئے ناخوشی کا اظہار کیا اور ہندوں نے ادھر مشورہ کر کے کہا کہ آج مسلمان ہار گئے لیکن اسلام جیت گیا۔ ہم بخوشی اس جگہ کو اس عالم دین کے انصاف کی وجہ سے مسلمانوں کو بخشتے ہیں اگر اسلام کے اندر اس قدر انصاف ہے تو ہم سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں۔ ہندوں نے نہ صرف یہ کہ وہ قطعہ زمین مسجد کے لئے وقف کر دیا بلکہ تمام محلّہ والوں نے اسلام لاکر ہمیشہ کی کامیابی و کامرانی حاصل کی۔

احسان : سامعین محترم ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں احسان کا بھی حکم دیا ہے،احسان کیا ہے، اسکا ایک معنی ہے۔کسی کے ساتھ بھلائی کرنا۔ دوسرا معنی ہے کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا اور اسکا تیسرا معنی ہے۔کوئی کام یا عمل اچھے سے اچھے طریقے پر کرنا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔واحسنو ان اللہ یحب المحسنین اورتم احسان بھلائی کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کومحبوب رکھتا اور اسے پسند فرماتا ہے۔تو پہلے معنی کے اعتبار سے حکم یہ ہوا کہ دوسروں کے ساتھ تم بھلائی کا معاملہ کرو۔ ان کے ساتھ نیکی کرو۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے ترجمہ یہ ہوا،تم دوسروں کو ان کے حقوق پورے پورے دو۔ کسی کو اس کا حق دینے میں کمی نہ کرو کہ یہ ظلم وہ زیادتی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اور تیسرے معنی کے اعتبار سے ترجمہ یہ ہوا۔ کہ تم کوئی کام یا عمل ایسے طریقے پر کرنا جس سے بہتر کوئی دوسرا طریقہ نہ ہو۔ حدیث جبرئیل علیہ السلام جو مشہور حدیث ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل نے پوچھا ماالاحسان ؟ یا رسول اللہ! احسان کیا ہے قال ان تعبداللّٰہ کانک تراہ فان لم تک تراہ

فانه یراك۔ او کما قال علیه الصلاۃ والسلام۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب یہ دیا کہ تم اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر بالفرض یہ طاقت نہیں تو پھر یہ کیفیت کہ اللہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے نا۔ یہی احسان ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اندر ہر تینوں معنی کا معمول موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اسی طرح تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے حقوق بھی پورے پورے دیتے تھے، اور ان کے حق سے زیادہ دیتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص وصف تھا۔ کفار مکہ اور مشرکین قریش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کرتے ہوئے فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم فرماتے ہوئے سب کو بخش دیا۔ خیبر کے موقع پر زینب بنت حارث نے بھنے ہوئے گوشت میں زہر ملا کر کھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام نے بھی کھانا تناول فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل امینؑ نے زہر ملانے کی اطلاع دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: زہر ملا ہوا گوشت مت کھانا۔ ایک روایت میں یوں ارشاد آیا ہے۔ یا نبی الله لا تاکلنی فانی مسمومة۔ اے اللہ کے نبی مجھے تناول نہ فرمائے۔ میں زہر آلودہ ہوں۔ ایک صحابی تو وہیں شہید ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تا حیات اس زہر کا احساس ہوتا رہا۔ بعض کتابوں میں ہے کہ آپ جب اخری آیام میں بیمار ہوئے تو اس زہر کا اثر محسوس کر کے فرمایا۔ مجھے وہی تکلیف ہے جو زہر مجھے چیز میں کھلایا گیا تھا، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زہر کی وجہ سے شہید بھی ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کی موت سے سرفراز فرمایا۔ بہر حال اس عورت کو بلوا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہر دینے کا سبب پوچھا۔ عورت نے کہا میں نے اس لئے زہر کھلایا تاکہ معلوم کروں کے اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زہر اثر نہیں کرے گا اور اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے ہوں تو آپ کا کام یہی تمام ہو جائیگا اور ہمیں راحت مل جائی گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اسے معاف کر دیا۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ دوسرے حدیث میں یہ ہے کے براء بن معرورؓ کے قصاص میں اسے قتل کر دیا گیا۔ بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بد بخت عورت کے ساتھ بھی احسان کا معاملہ فرمایا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے قرض لیتے تو بعد میں حضرت بلالؓ سے فرماتے۔ فلاں آدمی کو اسکا قرض بھی دو اور اس سے زیادہ دو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عدل و احسان اور انصاف کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔